سرگرم مخالفت کے باوجود تیسری بار سربراہ منتخب ہوئے ہیں' اگرچہ بعض وزرا ان کے حامی بھی ہیں ۔ وہ اپنی پارٹی میں بہت مقبول ہیں ۔ واحد کی شخصیت گوناگوں عناصر کا مرکب ہے' جن کا احاطہ تفصیل کا محتاج ہے ۔ وہ خود کو قدامت پسند کہتے ہیں' الازہر میں تعلیم پائی ہے لیکن اس سے نفرت کرتے ہیں' اسرائیل سے تعلقات استوار کرنے کے حامی ہیں اور وہاں کا دورہ کر چکے ہیں ۔ نہضۃ العلما کا موقف سیاست سے دور رہنے کا ہے' لیکن وہ برابر دخل دیتے رہتے ہیں ۔ انھوں نے ایک ڈیموکریٹک فورم بنایا ہے ۔ حکومت پر تنقید بھی خوب کرتے ہیں' جو انڈونیشیا میں ایک خطرناک کام ہے ۔ دوسرے بڑے اسلامی گروپ' اکمی (ICMI) مجلس دانش وراں انڈونیشیا' سے ان کی ٹھنی رہتی ہے ۔ اکمی کی بنیاد وزیر ٹرانسپورٹ و ریسرچ' جیبی نے رکھی ہے' جو صدر سوہارتو کے بہت قریب اور ان کے آلۂ کار شمار ہوتے ہیں' اور قیاس آرائی ہے کہ شاید ان کے جانشین بھی ہوں ۔ اکمی کا مقصد ملازمتوں میں مسلمانوں کو ان کا جائز مقام دلوانا ہے' جہاں عیسائی چھائے ہوئے ہیں ۔

صدر سوہارتو نے حال ہی میں فوج کے کمانڈر کے طور پر جنرل ہارتونو کو مقرر کر کے ایک اور سنسنی پیدا کر دی ہے ۔ جنرل ہارتونو نے واحد کے انتخاب کی مخالفت کی تھی' اور وہ جیبی کے آدمی سمجھے جاتے ہیں ۔ باعمل مسلمان بھی ہیں ۔ ان کی تقرری کے بعد جب ان کو فون کیا گیا تو وہ تلاوتِ قرآن میں مصروف تھے ۔ ان کا گھر مدوراجزیرہ میں ہے' جو اسلامی اثرات کا گڑھ سمجھا جاتا ہے ۔ فوج میں عیسائی (جو آبادی کا صرف ۹ فی صد ہیں) چھائے ہوئے ہیں' یہ سیکولر مگر عیسائی ڈچ آقاؤں کا "تحفہ" ہے ۔ جب جنرل ہارتونو کو فوج کا کمانڈر مقرر کیا گیا تو' لی مانڈ کے الفاظ میں "ساری غیر مسلم آبادی ہل کر رہ گئی: کیا انڈونیشیا کی اعلیٰ فوجی کمان کلیتاً اسلامی افسروں کے ہاتھ میں آ گئی ہے؟" (ماخوذ ہفت روزہ گارجین، ایشیا ویک، فار ایسٹرن اکنامک ریویو) (ابو احمد)

۲- ایران: امریکہ کی زد میں

کیا خلیج میں ایک اور خونیں جنگ کے لیے میدان ہموار کیا جا رہا ہے!

صدر کلنٹن نے' ۱۴ اپریل کو سی این این کو انٹرویو دیتے ہوئے' ایران کے خلاف سخت ترین اقدامات کی دھمکی دے دی ہے ۔ کہنے کو تو مقصد اسے ایٹمی طاقت بننے اور دہشت گردی کی مدد کرنے سے روکنا ہے' لیکن حقیقت میں سارا غیظ و غضب اس لیے ہے کہ ایران مضبوطی سے اسرائیل کی مخالفت پر تلا ہوا ہے' اور امریکہ کے منصوبوں کے مطابق ہونے والے ان نام نہاد عرب اسرائیل امن معاہدوں کا شدید مخالف ہے جن کا مقصد فلسطینیوں کو فلسطینیوں کے ہاتھوں کچلوانا ہے ۔ چنانچہ کلنٹن

نے صاف کہہ دیا ہے کہ "ایران مشرق وسطیٰ کے عدم استحکام کا سب سے بڑا سبب اور امن کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے"۔

کلنٹن انتظامیہ میں ایران دشمن پالیسی کے معمار، مارٹن انڈائک کا کہنا ہے کہ صدر رفسنجانی نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ایران کا ہدف اسرائیل کا خاتمہ ہے۔ کلنٹن نے یہودی خواتین کے کنونشن کے سامنے اعلان کیا: "امریکہ کی پالیسی کا ہدف بالکل واضح ہے: جو مشرقِ وسطیٰ میں امن کے مخالف ہیں، ان کو کمزور، بے سہارا اور یکہ و تنہا کر کے چھوڑنا"۔ مزید برآں، ورجینیا یونی ورسٹی کے پروفیسر ہیرپ کہتے ہیں کہ "کانگریس، میڈیا اور مختلف تھنک ٹینک، اپنے اختلافات کے باوجود، اس بات پر متفق ہیں کہ ایران امریکہ کا دشمن عظیم ہے"۔

ایران نے غیر محدود مدت کے لیے ایٹمی اسلحے کے عدم پھیلاؤ کے معاہدے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا ہے، حالانکہ اس نے اس سے پیش تر محدود مدت کے معاہدہ پر دستخط کیے تھے۔ یہ معاہدہ اپریل ۹۵ میں نیویارک میں ہونے والی کانفرنس میں ہونا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اس معاہدے کا کوئی حاصل نہیں، سوائے فی الوقت ایٹمی اسلحے سے لیس امریکہ، اسرائیل اور بھارت جیسے ممالک کی برتری قائم رکھنے کے۔ ایران کے اس موقف نے مغربی طاقتوں میں، خاص طور پر امریکہ میں، جو اسرائیل کا سرپرست اور ایٹمی ٹیکنالوجی پر اپنا تسلط برقرار رکھنے کے لیے اس معاہدے کا سب سے بڑا علمبردار ہے، غم و غصے کی لہر دوڑا دی ہے۔ چنانچہ اس وقت اسی لیے ایران امریکی ڈپلومیسی کا مرکزی ہدف بن گیا ہے۔ صدر کلنٹن کے ایران کے خلاف اقدامات کے اعلان سے پیش تر وزیر خارجہ کرسٹوفر اور وزیر دفاع پیری اسی قسم کی دھمکیاں دیتے رہے ہیں۔

نیویارک ٹائمز (جنوری ۹۵) لکھتا ہے کہ ایران پانچ سال کے اندر اندر ایٹمی اسلحہ بنا سکتا ہے، اور اس کا ایٹمی پروگرام اسرائیل کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ اسرائیل نے الزام لگایا ہے کہ ایران نے دھمکی دی ہے کہ وہ اپنے ایٹمی اسلحے کو اسرائیل کے خلاف استعمال کرے گا۔ ایران نے تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ دھمکی اسرائیل کی من گھڑت ہے۔ امریکی وزیر دفاع ولیم پیری نے بھی اپنے دورہ اسرائیل میں کہا ہے کہ ایٹمی اسلحہ بنانے اور دہشت گردی کی وجہ سے ایران امن کے لیے خطرہ ہے۔ حال ہی میں امریکی وزیر خارجہ وارن کرسٹوفر نے برملا کہا ہے کہ امریکہ ایران کو ایٹمی اسلحے سے باز رکھنا اپنا سب سے بڑا ٹارگٹ سمجھتا ہے۔ یہ بیانات اسرائیل کی دھمکیوں کی بازگشت کی حیثیت رکھتے ہیں، جس کا ارادہ ایران کی ایٹمی تنصیبات تباہ کرنے کا ہے، جس طرح اس نے ۱۹۸۱ میں عراق کا ایٹمی اسلحہ تباہ کر دیا تھا۔ پیری نے مزید کہا ہے کہ امریکہ اسرائیل کے اندیشوں میں برابر کا شریک ہے، لہٰذا

وہ اپنی تمام تر کوششیں ایران کو ایٹمی ٹیکنالوجی سے باز رکھنے پر مجبور کرنے کے لیے صرف کرے گا۔

ایران کا اصرار ہے کہ اس کا ایٹمی پروگرام غیر عسکری اور پُرامن مقاصد کے لیے ہے۔ ایران نے چونکہ پہلے معاہدے پر دستخط کیے تھے 'اس لیے اس کی ایٹمی تنصیبات انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی کے دائرہ تفتیش میں شامل ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایجنسی کو ابھی تک ان تنصیبات میں کسی ایسی چیز کا سراغ نہیں ملا جس کا مغرب پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔

مگر امریکی ذرائع کا الزام ہے کہ ایران ایٹمی اسلحے کی تیاری کے لیے خاص قسم کے آلات خرید رہا ہے۔ علاوہ ازیں وہ سابق سوویت یونین کی ریاستوں اوکرائنا' قازقستان ' ترکمانستان اور آذر بائیجان وغیرہ سے ایٹمی ٹیکنالوجی کے ماہرین کو اجرت پر بھی رکھ رہا ہے۔ بعض ذرائع کا کہنا ہے کہ ایران شمالی کوریا میں اپنا سرمایہ بھی اسی لیے لگا رہا ہے کہ اس کے بدلے میں کوریا سے ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کر سکے۔ دونوں ممالک کے درمیان گہرے روابط موجود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایران نے کوریا سے ..اکی تعداد میں راکٹ بھی خریدے ہیں اور اس سے No Dong 150 راکٹوں کا مطالبہ بھی کیا ہے جن کی مار چھ سو میل سے زیادہ ہے۔

جس چیز نے امریکہ کے پیچ و تاب میں مزید اضافہ کیا ہے وہ ایران کا ۱۹۹۴ میں روس کے ساتھ ایٹمی تعاون کا معاہدہ ہے۔ امریکہ خود ایران کو ایٹمی ٹیکنالوجی بر آمد کرنا بند کر چکا ہے۔ ۱۹۹۲ میں جب ایران نے ارجنٹائن سے ہتھیار خریدنے کی کوشش کی تو بھی امریکہ نے مداخلت کر کے ارجنٹائن کو ہتھیار دینے سے روک دیا۔ روس اور ایران کے مذکورہ بالا معاہدے کے تحت ایران بوشہر کے علاقے میں ایٹمی طاقت کے استعمال کے لیے ورکشاپ قائم کرنا چاہ رہا ہے۔ یہ وہی علاقہ ہے جہاں ۱۹۷۹ میں شاہ کی حکومت کے خاتمے اور اسلامی انقلاب کی آمد کے دوران جرمنی نے اپنی تعمیرات روک دی تھیں ' اور ۱۹۹۲ میں امریکہ کے دباؤ میں آکر انھیں ختم کر دیا تھا۔ اسی ورکشاپ کی ٹیکنالوجی کے حصول کے لیے ایران نے روس کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔ روسی وفد کے ایرانی ایٹمی ورکشاپ کے دورہ کے بعد سے اسرائیل اور ایران کے درمیان مسلسل زبانی جنگ چھڑی ہوئی ہے۔

ایران کے ایٹمی پروگرام کے خاتمے کے لیے امریکہ کیا کر سکتا ہے؟ وہ ایرانی تیل کا سب سے بڑا خریدار ہے 'اور اسے اپنے ہاں در آمد کرنا بند کر سکتا ہے۔ صدر کلنٹن نے اس کا اشارا دے دیا ہے۔ اس طرح سے ایران کی آمدنی کا ایک بہت بڑا ذریعہ (۵ء۷ ۳) بلین ڈالر ختم ہو کر رہ جائے گا۔ ایران اگر دوسری کمپنیاں تلاش کرے گا تو اسے نسبتاً سستے داموں پٹرول بیچنا پڑے گا۔ دوسری طرف امریکہ ماسکو پر دباؤ ڈال سکتا ہے کہ وہ ایران کے ساتھ اپنے ایٹمی معاہدے پر نظر ثانی کرے۔ روس

اس وقت شدید قسم کے مالی بحران میں مبتلا ہے' اور مجبور ہوکر واشنگٹن کے آگے گھٹنے ٹیک سکتا ہے۔ لیکن امریکہ کو اس بات کا بھی احساس ہے کہ اس قسم کی تدابیر سے مسئلے کا حل نہیں نکالا جا سکتا۔

پروفیسر ہیرپ کے بیان کے مطابق: امریکہ کی ۲۴ ماہ کی کوششوں کا حسب دل خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا ہے۔ امریکہ کے بیشتر الزامات غلط ہیں۔ ایران کسی ملک میں بھی عدم استحکام کا ذمہ دار نہیں۔ ارجنٹینا نے یہودی مرکز میں بم کا دھماکہ کر کے ۹۵ یہودیوں کی ہلاکت کا الزام ایرانی سفارت کاروں پر لگایا' مگر پھر خاموشی سے اس الزام کو دفن کر دیا۔ ایران کی جنگی صلاحیت کسی پڑوسی ملک کے لیے خطرہ نہیں۔ ایران کے دفاعی اخراجات ایک دو ارب ڈالر کے درمیان رہے ہیں' اور فی کس ان کا تناسب اس کے تمام پڑوسی ممالک سے کم ہے۔ اس کے برعکس امریکہ نے اب تک ایران کے اثاثوں کا مسئلہ حل نہیں کیا ہے جو اس نے ۱۶ سال پہلے ضبط کیے تھے۔ نہ اس نے اس ایربس کے مسافروں کے لیے کوئی ہرجانہ دیا ہے جو اس نے اگست ۸۸ میں مار گرائی تھی۔

اصل سوال تو یہ ہے کہ کیا محترمہ بے نظیر کی حکومت' جو امریکہ کی دہشت گردی کے خلاف جنگ میں فرنٹ لائن ریاست بننے کے لیے اپنی خدمات پیش کر چکی ہے' ایرانی "دہشت گردی" کے خلاف بھی امریکی مقاصد کے لیے سرگرم کار ہوگی؟ (ماخوذ: القضایا الدولیہ' اسلام آباد' World I' دسمبر ۱۹۹۴) (خدیجہ ترابی)

یونائیٹڈ واشنگ مشین
TRADE MARK
UNITED®
UNITED
سلیم الیکٹرک انڈسٹری
کوٹ کیسن آباد، جی۔ٹی روڈ گوجرانوالہ۔ فون: ۱۴۶۳۶-۴۳۹۳۶
SUPREME